تاریخ کشمیر کا ایک ورق

ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز☆

Abstract

Muslim rulers ruled over Kashmir for at least five centuries. Muslim government came to an end in Kashmir owing to the conspiracy of the British and the Sikhs. Ranjit Singh invaded Kashmir thrice and finally succeeded and occupied Kashmir. After the decline of the Sikh rule, the British became the masters of Kashmir for eight days and then they sold it to Gulab Singh, thus perpetuated the subjugation of the Kashmiri people through generations.

ریاست کشمیر کو بالعموم جنت نظیر، ایران صغیر اور وادی لالہ وگل جیسے پُرکشش ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ تا حدنگاہ پھیلے ہوئے مرغزار اس جنت نظیر کا خاصہ ہیں۔ وادی کشمیر کو ایک جادوئی اور مسحور کن جگہ بنانے میں جہاں زعفران کے سنہرے کھیتوں کا عمل دخل ہے تو وہاں رنگ برنگے پھولوں، شفاف چشموں، جھیلوں، ندیوں، دریاؤں، آبشاروں اور بلند وبالا درختوں کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ قدرت کے ان عطا کردہ عطیات نے وادی کے حُسن کو دوبالا کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی وادی کے ان نظاروں کو ایک نظر دیکھا تو اس نے یہی کہا:

گر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

ریاست جموں وکشمیر ۳۲.۱۷ سے ۳۶.۵۸ عرض بلد اور ۷۳.۲۶ سے ۸۵.۳۰ طول بلد کے

☆لیکچرار شعبہ کشمیریات، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ریاست براعظم ایشیا کے تقریباً وسط اور برصغیر پاک و ہند کے عین شمال میں واقع ہے۔ جنوبی اور وسطی ایشیا کے درمیان واقع ہونے کے باعث اسے ''ایشیا کا دل'' اور برصغیر کا تاج کہا جاتا ہے۔ ریاست کے شمال میں تاجکستان اور چینی ترکستان (سنکیانگ) کا علاقہ ہے۔ مشرق میں تبت (چین)، جنوب میں بھارت اور پاکستان، شمال مغرب میں افغانستان اور پاکستان کا شمال مغربی سرحدی صوبہ ہے۔ اس طرح سے ریاست کی سرحدیں دنیا کے پانچ ممالک چین، بھارت، پاکستان، افغانستان اور جمہوریہ تاجکستان سے ملتی ہیں۔(۱)

ریاست جموں و کشمیر جسے عموماً کشمیر ہی کہا جاتا ہے تقریباً پانچ ہزار سال تک مختلف خاندانوں کے زیر انتظام رہی ہے۔ اس پر ہندوؤں اور بدھوؤں کے علاوہ شاہ میری، چک، مغل، افغان، سکھ اور ڈوگرہ خاندانوں نے بالترتیب حکومت کی۔ اس ریاست کو تسخیر کرنے کے لیے محمود غزنوی نے دو اور عربوں نے تین حملے کیے لیکن وہ اسے فتح نہ کر سکے۔ لیکن مغلوں نے آٹھ حملوں اور سکھوں نے تین حملوں کے بعد اس کی آزاد و خودمختار حیثیت کو ختم کر کے اپنی سلطنت کا صوبہ بنایا اور اس صوبے کے انتظام و انصرام کے لیے اپنے صوبیداروں کا تعین کیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جس کا تعلق سکھوں کی بارھویں مثل سکرچاکیہ سے تھا، نے جب سردار کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالیں تو اپنے باپ مہان سنگھ کی طرح فتوحات کا ایک لامتناعی سلسلہ شروع کیا۔ رنجیت سنگھ ایک بہادر اور دلیر سپاہی ہی نہیں بلکہ ایک زیرک سیاستدان بھی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کی انگریزوں سے ہمیشہ دوستی رہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان سے دشمنی مول لینا اپنی حیثیت کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ رنجیت سنگھ نے پنجاب میں جب اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لیے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تو اس نے بالخصوص ان سرداروں کو مطیع کیا جنہوں نے رضا کارانہ طور پر اس کی اطاعت نہیں کی تھی۔(۲) اب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی للچائی ہوئی نظریں جموں و کشمیر پر مرکوز تھیں۔ اس کی سلطنت کے جنوب میں انگریزوں کی مستحکم حکومت قائم تھی اور مہاراجہ انگریزوں سے ٹکرانے والی ریاستوں بنگال، میسور، حیدرآباد کا انجام پہلے ہی دیکھ چکا تھا اور اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ انگریزوں کی سلطنت پر قابض ہو اور اس کے شمال میں افغانوں کی سلطنت تھی۔ اگرچہ مہاراجہ نے پشاور اور اس کے گرد و نواح میں اپنا قبضہ جما لیا تھا لیکن اس کے لیے اسے بہت بھاری جانی قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔ اس لیے وہ مزید

اُن سے ٹکرانے کا خواہاں نہیں تھا۔ اس لیے فتوحات کا شوق پورا کرنے کے لیے اس کے پاس صرف جموں وکشمیر کا علاقہ ہی رہ جاتا تھا۔(۳) جس کے لیے اسے سوائے انگریزوں کے خوف کے اور کوئی رکاوٹ محسوس نہیں ہوتی تھی۔

انگریزوں نے ہمیشہ اپنے مفادات کو ترجیح دی ہے۔ بالخصوص کشمیر سے ان کی دلچسپیاں صرف ذاتی مفادات تک محدود رہی ہیں۔ جب ان کے مفادات پورے ہو گئے تو انہوں نے اسے سلگتے ہوئے انگاروں کی بھٹی میں جھونک دیا جس کا خمیازہ آج تک کشمیری قوم بھگت رہی ہے۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس اپنے گردونواح کے علاقوں میں سے جموں وکشمیر پر قبضہ کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ رہا تو اسے صرف ایک رکاوٹ نظر آئی اور وہ انگریز تھے جو شاید جموں وکشمیر پر قبضہ کرنے کی مخالفت کرتے لیکن انگریزوں نے ہمیشہ اپنے مفادات ہی کو عزیز سمجھا۔ کیونکہ روس ہمیشہ سے انگریزوں کو چبھتا رہا ہے اور انگریزوں کو یہ فکر تھی کہ کہیں روس اور افغانستان ہندوستان پر قبضہ کرنے کے لیے آپس میں گٹھ جوڑ نہ کرلیں اور ہمارا خواب ادھورا نہ رہ جائے۔ اس لیے وقت کا تقاضا یہی ہے کہ سکھوں کی سلطنت کو مستحکم کرنے کے لیے ان کی حمایت کی جائے اور مستقبل میں ان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا جائے یہی وجہ تھی کہ رنجیت سنگھ نے کشمیر کو تسخیر کرنے کا حوصلہ کیا۔(۴)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی دلی خواہش تھی کہ وہ خود کشمیر جا کر وہاں کی سیاحت کرے اور وہاں کے چشموں، باغوں اور برفیلے پہاڑوں کے پُرکیف نظاروں سے لطف اندوز ہو لیکن اس کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہ ہو سکا اور وہ اپنی زندگی میں کبھی بھی وادی میں نہیں جا سکا۔ وادی کی سیاحت کے حوالے سے اپنی خواہش کا اظہار رنجیت سنگھ کشمیر میں متعین اپنے گورنر کرنل میہان سنگھ کو اس خط کے ذریعے کرتے ہیں جس کا تذکرہ پی این کے بامزئی نے اپنی کتاب میں کیا ہے:

> Would that, I cold not once in my life enjoy the delight of wandering through the gardens of Kashmir, fragrant with almond-bossoms, and sitting on the fresh green turf.(۵)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے صرف انگریزوں کا اجازت نامہ درکار تھا، جو کہ ۱۸۱۲ء میں انگریزوں نے اسے اپنے بیٹے کھڑک سنگھ کی شادی کے موقع پر دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ

نے اپنے بیٹے کی شادی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر جنرل اور انگریز کمانڈر انچیف کو مدعو کیا تھا۔ گورنر جنرل خود تو اس تقریب میں نہ آئے لیکن اپنے نمائندے کرنل اوکڑلونی کو بھیجا جس نے اس تقریب کے پس پردہ رنجیت سنگھ کو کشمیر پر قبضہ کرنے کی اپنی جانب سے مکمل آزادی دے دی۔ کننگھم لکھتا ہے:

> In 1812, on the occassion of the marriage of Kharak Singh, Ranjit invited the Governor General, the commander-in-Chief and other British officers to attend the ceremonies. The Governor-General did not come but was represented by col. Ochterlony. It was during these festivities which provided an ideal cover for serious talks without raising any suspicions around that the British gave their approval to a Sikh invasion and annexation of Kashmir. (۶)

انگریزوں کی یہ خواہش تھی کہ والی کابل شاہ شجاع جو کہ قلعہ ہری پربت میں قید تھا اسے رہا کروا کے دوبارہ افغانستان کا بادشاہ بنایا جائے اور اس طرح سے سکھوں کا کشمیر پر قبضہ بھی ہوجائے گا اور وہاں سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوتے ہی مستقبل میں سکھ حکومت کے استحکام سے وہ خاطر خواہ فوائد سکھوں سے حاصل کرسکیں گے۔ اس مقصد کے لیے ۱۸۱۳ء میں چند شرائط پر افغان حکمران محمود شاہ اور والی پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں دونوں حکمرانوں کے اتحاد سے ایک گٹھ جوڑ عمل میں آیا اور ۱۸۱۳ء میں عطا محمد خان گورنر کشمیر کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے مشترکہ حملہ کیا گیا لیکن یہ اتحاد ایک ڈرامہ سے زیادہ نہ تھا (۷) کیونکہ اندرون خانہ دونوں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے تھے لیکن افغان موسم کی تندی وتیزی سے باخبر اور راستوں سے آشنائی کے سبب اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے اور عطا محمد خان کو معزول کر کے محمد عظیم خان کو نیا گورنر کشمیر مقرر کردیا گیا جبکہ سکھ موسم کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے اور راستوں سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی منزل تک نہ پہنچ سکے۔ ان کا کافی جانی نقصان بھی ہوا۔

افغان اپنی طے کردہ شرائط سے مکر گئے جس کی وجہ سے مہاراجہ رنجیت نے ان شرائط سے انحراف کرنے اور طے شدہ رقم نہ دینے کا بہانہ بناتے ہوئے ۱۸۱۴ء میں کشمیر پر دوسرا حملہ کیا۔ یوسف صراف لکھتے ہیں:

> In view of the out-break of hostilities between Ranjit Singh and his brother Fateh Khan, Azim stopped the payment of repees nine lacs installment. Another reason for doing so was the capture of Attock Fort by Ranjit from his brother. Ranjit Singh, therefore, made it a pretext for the invasion of Kashmir in 1814. (۸)

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دوسرے حملے میں ۳۰ ہزار فوج مع ساز وسامان اپنے بیٹے کھڑک سنگھ کی سربراہی میں کشمیر روانہ کی، لیکن موسمی اثرات اور پہاڑی علاقوں کے داؤ پیچ سے ناواقفیت کی بنا پر مہاراجہ کی سکھ فوج کو شکست ہوئی۔ مہاراجہ کو اس شکست کا بہت صدمہ ہوا۔ مہاراجہ کی تربیت یافتہ فوج انگریزوں کی فوج کے بعد برصغیر میں سب سے طاقتور اور منظم فوج تسلیم کی جاتی تھی(۹) رنجیت سنگھ کے کشمیر پر قبضہ کرنے میں ناکامی اور اس کی شکست کی خبر شمالی ہندوستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ اس شکست سے مہاراجہ کی شہرت کو خاصا دھچکا لگا۔

انگریز، جس نے ۱۸۱۲ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کشمیر پر حملے کی ترغیب دی تھی، وہ مہاراجہ کی شکست سے بہت دلبرداشتہ ہوا کیونکہ سکھوں کی شکست سے اسے ہندوستان پر مکمل طور پر قابض ہونے کا اپنا خواب ادھورا دکھائی دے رہا تھا اسی لیے کرنل اوکٹرلونی نے مہاراجہ کو کشمیر پر دوبارہ حملہ کرنے کی ترغیب اور مدد کی یقین دہانی کروائی لیکن مہاراجہ نے اس پیشکش کو شکریہ کے ساتھ مسترد کر دیا۔ کننگھم کے مطابق:

> Col. Ochterlony who has been already noticed as representing the Governor-General at the marriage of prince Kharak Singh, sent a letter, offering British military assistance in a new invasion.

> Naturally, piqued by the offer and still confident of his ability to achieve the objective with his own resources, Ranjit thankfully declined the same. (۱۰)

رنجیت سنگھ ایک بہادر، خوددار اور بڑے عزم صمیم کا مالک تھا۔ اس کے اندر قائدانہ صلاحیتوں کی بھرمار تھی۔ اس کی پرکشش شخصیت نے سرکش سکھوں کو اس حد تک اپنا وفادار بنالیا تھا کہ وہ نہایت معمولی مقصد کے لیے بھی اپنی جانیں مہاراجہ کے لیے قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اسی لیے اُس نے تسخیر کشمیر کا ارادہ تا حال ترک نہیں کیا بلکہ ان امور کی طرف توجہ دینی شروع کی جو شکست کا موجب بنے۔ اس کے علاوہ انگریزوں نے نیپال کو جب تسخیر کیا تو نتیجتاً بہت سارے گورکھے روزگار کی تلاش میں ہندوستان آئے اور ہزاروں گورکھوں نے رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ اس طرح مہاراجہ نے کشمیر پر تیسرے حملے میں گورکھوں کو بھی استعمال کیا۔(۱۱) رنجیت سنگھ کشمیر پر دوسرے حملے کی شکست کو ابھی تک نہیں بھلا سکا تھا کہ اسی دوران کشمیر حکومت کے وزیر مال پنڈت بیربل دھر مالی خورد برد کے الزام سے بچنے کے لیے وادی سے فرار ہو کر جموں پہنچ گئے جہاں پر انہوں نے جموں کے حکمران مہاراجہ گلاب سنگھ سے ملاقات کی۔ چونکہ مہاراجہ گلاب سنگھ کا بھائی دھیان سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا معتمد خاص تھا اس نے اپنے بھائی کے نام خط میں پنڈت دھر کی مدد کی درخواست بھی کی۔ بامزئی لکھتے ہیں:

> Pandit Birbal Dhar went straight to Jammu and had a meeting with Raja Gulab Singh, who apart from providing him with necessary means of travel, also gave a letter of introduction to his brother Dhian Singh. (۱۲)

پنڈت دھر کی گلاب سنگھ سے ملاقات کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یقیناً کشمیری پنڈتوں کے گلاب سنگھ سے پہلے کے مراسم تھے اور دونوں ہر حال میں کشمیر سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ چاہتے تھے۔

پنڈت بیربل کی سازش کے تحت رنجیت سنگھ تیسری مرتبہ ۱۸۱۹ء میں کشمیر کو فتح کرنے

میں کامیاب ہوا۔ پنڈت بیربل نے رنجیت سنگھ کو تمام معلومات بہم پہنچائیں اور کشمیر کی فتح کی یقین دہانی کے عوض اپنے بیٹے راج کاک کو ہار یا جیت کا فیصلہ آنے تک یرغمالی کے طور پر رکھا اور اس کے ساتھ اس جنگی مہم پر اٹھنے والے تمام اخراجات کی رقم بھی ادا کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ اس کے علاوہ عظیم خان کی اپنے بھائی کی اعانت کے سلسلے میں افغانستان مع اپنی فوج کے روانگی اور چھوٹے بھائی جبار خان کی کشمیر میں بطور تقرری نے بھی رنجیت سنگھ کی ہمت بندھائی اور وہ ۱۸۱۹ء میں کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔(۱۳)

رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۹ء میں کھڑک سنگھ اور مصر چند دیوان کی سربراہی میں فوج نے وادی پر چڑھائی کے لیے تیار کی۔ فوج نے پنڈت بیربل کے بتائے ہوئے داؤپیچ استعمال کیے۔ اس طرح سے جبار خان گورنر کشمیر کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھ کشمیر پر قابض ہوگئے۔ رنجیت سنگھ کشمیر کی فتح کی خوشخبری سن کر بہت خوش ہوا۔ اسی دوران اپنے نومولود بیٹے کا نام کشمیرا سنگھ رکھا۔(۱۴) شمالی ہندوستان کے انگریزی اخبارات نے اس جنگ کی خبریں باقاعدگی کے ساتھ شائع کیں۔ اس طرح رنجیت سنگھ کی کشمیر کو تسخیر کرنے کی دیرینہ خواہش پنڈت بیربل دھر کی سازش اور جبار خان کی کمزوری سے پایہ تکمیل تک پہنچی۔ رنجیت سنگھ خود تو کبھی بھی وادی نہ جاسکا اور یہ حسرت دل میں لیے ۱۸۳۹ء میں اس دنیا سے کوچ کرگیا۔ سکھوں کے دس گورنروں نے کشمیر پر ۲۷ سال حکومت کی۔ جن میں سے پانچ ہندو، تین سکھ اور دو مسلمان تھے۔(۱۵) ان گورنروں کے دور میں کشمیر کی معاشی، مذہبی اور سیاسی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ تھی۔ ان دس گورنروں میں سے چند نے تعمیر وترقی ورعوام کی معاشی خوشحالی کی طرف توجہ دینے کی کوشش کی لیکن ہر بار پنڈت بیربل کی مسلم دشمنی آڑے آتی رہی۔ حتیٰ کہ دیوان موتی رام کے عہد میں رنجیت سنگھ نے پنڈت بیربل کی خدمات (مسلمانوں کی دل آزاری اور روپیہ بہ جبر وصول کرنے) کے صلہ میں انعام واکرام سے نوازا تھا(۱۶) ان دس گورنروں کے عہد کے معاملات کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ صرف ۲۷ سالوں میں دس گورنر تبدیل کیے گئے اور اس کی سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ وہ

انتظامات کو صحیح طریقے سے نہیں سنبھال پائے تھے اور شکایت پر معزول کر دیے جاتے لیکن مہاراجہ کو لوٹا ہوا مال دے کر خوش کر دیتے تھے۔

کشمیر کا انتظام اسی ڈگر پر آہستہ روی سے چلتا رہا اور ان گورنروں کی نا اہلی اور نالائقی کی وجہ سے کشمیری معاشی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے۔ ان گورنروں کے عہد میں ٹیکسوں کی بھرمار تھی اور کشمیر کی مشہور صنعتیں تباہ و برباد ہو چکی تھیں۔ زرعی نظام کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ زمینیں بنجر ہو کر رہ گئی تھیں۔ علاقے خالی ہو چکے تھے لیکن ان مظلوموں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ جب ایک گورنر کو مہاراجہ شکایات کی وجہ سے اپنے غیض وغضب کا اظہار کرتے ہوئے معزول کر کے لاہور دربار آنے کا حکم دیتا تو وہ گورنر دربار میں پہنچ کر نذر و نیاز سے مہاراجہ کو نوازتا تو اس کا غصہ ماند پڑ جاتا۔ دیوان موتی رام کے دوسرے دور میں مشہور انگریز سیاح مور کرافٹ نے کشمیر کا دورہ کیا اور کشمیریوں کی معاشی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> Butchers, bakers, boatmen, vendors of fuel, public notaries, scavangers and prositituties, all paid a tax. A portion of the Singhara crop to the extent annualy of a Lakh of repee is claimed by the government. (۱۷)

سکھ گورنروں کے ظلم وستم سے معاشی نظام تباہ و برباد ہونے کی وجہ سے یا تو کشمیری دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے تھے یا پہاڑوں میں زندگی بسر کرنے لگے۔ وہ انتہائی بے کسی اور مفلسی کی زندگی گزار رہے تھے جبکہ سکھ گورنر اپنے خزانے بھر رہے تھے۔ سکھ گورنروں کو کشمیریوں کی بد حالی سے کوئی غرض نہ تھی۔ وہ صرف رنجیت سنگھ کی سکھائی ہوئی ظلم اور لوٹ مار کی پالیسی پر عمل پیرا تھے جس کی بنیاد خود مہاراجہ نے ڈالی تھی۔ رنجیت سنگھ کو ۱۸۱۲ء میں کرنل اوکڑلونی سے خفیہ ملاقات کے بعد اس بات کا اندازہ یقیناً ہو گیا تھا کہ انگریزوں کی نظر مستقبل میں کشمیر پر بھی ہو گی کیونکہ روس ان کے لیے مستقل خطرہ تھا اور وہ قطعاً نہیں چاہیں گے کہ روس اور کشمیر کے

تعلقات آپس میں استوار رہیں۔ اس اندیشہ کے پیشِ نظر اس نے اپنے گورنروں کو ہدایات جاری کیں تھیں کہ کشمیر کو اتنا لوٹو کہ یہ مکمل طور پر دیوالیہ ہوجائے اور جب انگریزوں کے ہاتھ لگے تو اس میں کچھ بھی نہ بچا ہو۔ وجنی رقمطراز ہیں:

> Ranjit Singh assuredly well-knew that the greater the prosperity of Kashmir, the stronger would be the inducement to invasion by the East India Company. Most assuredly its ruin has been accelerated, not less rapacity than by his political jealousy, which suugested to him, at any cost, the merciless removal of its wealth and the reckless havoc which he has made in its resources.(۱۸)

کشمیری مسلمانوں کو معاشی طور پر مفلوج کرنے میں **پنڈت بیربل** در کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ سکھوں کے عہد میں بھی کلیدی عہدوں پر فائز رہا۔ اس نے سیاسی طور پر بھی کشمیری مسلمانوں کی ساکھ کو خراب کیا۔ اس نے تمام کلیدی عہدوں سے مسلمانوں کو ہٹا کر ہندوؤں کو تعینات کیا اور ایک سیاسی بے اطمینانی اور افراتفری کو جنم دیا۔(۱۹) **پنڈت بیربل** در نے جہاں وطن کی آزادی کو داؤ پر لگایا وہاں اس کا ایک کارنامہ ہمیشہ زندہ و جاوید رہے گا۔ جب موتی رام کے پہلے عہد میں مساجد مقفل کردی گئیں تو وہاں ایک سکھ **فولا** دسنگھ خانقاہ معلیٰ کو بھی تباہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا لیکن **پنڈت بیربل** نے مذہبی فساد برپا ہونے کے خوف سے اپنا ذاتی اثر رسوخ استعمال کرکے اسے اس کام سے باز رکھا۔ جی ایم ڈی صوفی لکھتے ہیں:

> It is to the lasting credit of Pandit Birbal Dar, that, when a deputation of Mmuslims headed by Syyid Hasan Shah Qadri Khanayari approached him to dissuade the Sikhs from the destruction of the Khanqah, he moved in the matter, used his influence and saved this historic structure from vandalism. (۲۰)

پنڈت بیربل در جس نے اپنے ذاتی مفادات اور کشمیری پنڈتوں کے گروہ کو کشمیر میں اہم عہدوں پر تفویض کرنے کے لیے اپنے وطن سے غداری اور مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے غیر مسلموں کے ہاتھ مضبوط کیے۔ بالآخر اپنے ہی ہم مذہبوں کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گیا۔ موتی رام کے دوسرے عہد میں اسے مالی خرد برد کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا اور قید خانہ میں ہی اس کی موت واقع ہوئی۔ بامزئی اس کی اچھوتی قسمت پر طنزاً تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> It is a strange irony of fate that Birbal who had made it possible for the Sikh ruler to occupy the country and who greatly contributed to the strengthening of the adminstration should not have died as a prisoner. (۲۱)

کشمیر کے دس گورنروں کے عہد میں سے کچھ کے دور میں مذہبی حالت بہت خراب رہی۔ مساجد کو مقفل کر دیا گیا، گاؤکشی کی سزا موت کے برابر تھی اور کئی مسلمان گھرانوں کو گاؤکشی کی پاداش میں زندہ جلا دیا گیا۔ اس حوالے سے صوفی لکھتے ہیں:

> In the time of Dewan Moti Ran, the Jamia Masjid of Srinagar was closed to public prayers. Cow slaughter, prevalent for centuries, was declared a crime punishable by death, and Muslims were actually hanged, dragged through the city of Srinagar, and even burnt alive for having slain cattle.(۲۲)

جہاں چند ایک گورنروں نے کشمیریوں کا معاشی، مذہبی اور سیاسی استحصال کیا تو دوسری طرف کچھ گورنروں نے مثبت کام بھی کیے۔ کرنل میہان سنگھ نسبتاً دوسرے غیر مسلم گورنروں سے بہتر تھا۔ اس نے تمام جابرانہ ٹیکس منسوخ کیے۔ تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمانوں کو ان کے حقوق دیے۔ اس گورنر کا عہد قدرے بہتر تھا۔ جسٹس یوسف صراف لکھتے ہیں:

> Col. Mehan Singh rebuilt the bridges over Jehlum at Khanna bal. Bijbihara and Pampure which had

been washed away by floods and repaired the canals and bunds which had suffered neglect since several years. He also founded a new settlement, opposite Shergarhi, on the right bank of Jehlum and named it Basant Bagh. (۲۳)

مسلمان گورنر غلام محی الدین کے عہد میں جامع مسجد سرینگر کو دوبارہ کھولا گیا۔ رنجیت سنگھ کی ۱۸۳۹ء میں وفات کے بعد لاہور دربار کا شیرازہ بکھر گیا تھا اس لیے جلد ہی گلاب سنگھ اور انگریزوں کی سازباز سے کشمیر سے سکھ حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ کشمیر آٹھ دن (۹ مارچ سے ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء) تک انگریزوں کے قبضے میں رہا اور بعد میں انگریزوں نے ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر کے تحت جموں کے مہاراجہ گلاب سنگھ کو ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکوں کے عوض بیچ دیا۔ اس طرح سے اگر سکھ حکومت کے ۲۷ سالہ دور کا احاطہ کیا جائے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے کشمیر پر دس گورنروں کے عہد میں ہمیں رنجیت سنگھ کی ظلم اور لوٹ مار کی پالیسی ہی نظر آتی ہے۔ جس پر وہ آخر دم تک کاربند رہے۔ ان گورنروں کے ظلم وستم کو یہ شعر بخوبی واضح کرتا ہے:

موہر سنگھ حاکم و رنجیت سنگھ چون باشد سلطان
شکوہ جور مکن، عالم کورا کوریست

☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) میر، جی ایم، جموں کشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں، مکتبہ رضوان میرپور، آزاد کشمیر ۲۰۰۱ء، ص ۳۱

(۲) اصغر علی، سید، تاریخ پنجاب، ایورنیو بک پیلس لاہور، س ن، ص ۲۷۹

(۳) مینن، وی پی، کشمیر اور جوناگڑھ کی کہانی، کتاب منزل لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۲۰۸

(۴) بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میرپور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۲۸

(۵) Bamzai, P.N.K., A History of Kashmir, Delhi, 1962, p.582

(۶) Cunningham, Joseph Davey, History of Sikhs, Rupa & Co., New Delhi, 1849, p.291.

(۷) بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز میرپور،۱۹۹۲ء، ص۱۳۳

(۸) Saraf, Muhammad Yousaf, Kashmiris Fight For Freedom, vol.I, Ferozsons Ltd., Lahore, 1977, p.70.

(۹) کنہیالال، تاریخ پنجاب، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء، ص۲۴۲

(۱۰) Cunningham, Joseph Davey, History of Sikhs, Rupa& Co. New Delhi, 1849, p.315.

(۱۱) مارٹن، ٹی ایس، مترجم (محمد مجیب)، رنجیت نامہ، العصر پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۱۲۸

(۱۲) Bamzai, P.N.K., A History of Kashmir, Delhi, 1962, p.420

(۱۳) بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز میرپور،۱۹۹۲ء، ص۱۲۳

(۱۴) کنہیالال، تاریخ پنجاب، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۶ء، ص۲۸۰

(۱۵) فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرز، تاجران کتب لاہور، ۱۹۳۶ء، ص ۷۰۵

(۱۶) ایضاً، ص۷۱۹

(۱۷) Moorcroft, William and George Trebeck, "Travels 1819-25", vol.II, London, 1941, p.02.

(۱۸) Vigne, G.T., Travels In Kashmir, Ladakh, Iskardu, vol.I, London, 1842, p.357.

(۱۹) ناز، ایم، ایس، ڈاکٹر، کشمیر عہد بہ عہد، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۳۳۰

(۲۰) Sufi, G.M.D., Kasheer, vol. II, University of the Punjab, Lahore, 1948, p.726

(۲۱) Bamzai, P.N.K., A History of Kashmir , Delhi, 1962, p.577

(۲۲) Sufi, G.M.D. Kasheer, vol. II, University of the Punjab, Lahore, 1948, p.726

(۲۳) Saraf, Muhammad Yousaf, Kashmiris Fight For Freedom, vol.I, Ferozsons Lts., Lahore, 1977, p.126.